شاہ ولی اللہ کا نظریۂ خلافت - قرآنی تناظر میں

محمد یٰسین مظہر صدیقی

اسلامی خلافت بالخصوص خلافتِ راشدہ (۱۱-۴۰ھ/۶۳۲-۶۶۰ء) کے نظریہ سازوں میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۱۱۱۴-۱۱۷۶ھ/۱۷۰۳-۱۷۶۲ء) غالباً واحد عبقری ہیں جو اس کا رشتہ قرآن کریم سے جوڑتے ہیں۔[۱] حضرت شاہؒ کا یہ نظریہ اس قرآنی فکر کے خمیر سے اٹھا ہے کہ خلافتِ راشدہ نبوتِ محمدی کے منہاج پر استوار تھی۔ یہ ایک اجماعی اسلامی فکر بھی ہے اور حضرت شاہؒ کے منہاجِ نبوتِ محمدی پر استوار ہونے کا خیال نیا نہیں ہے۔[۲] مگر ان کا یہ خیال منفرد اور فکر اچھوتی ہے کہ خلافتِ راشدہ دراصل نبوتِ محمدی کی تکمیل، تشکیل اور تعبیر بھی ہے۔ وہ اس طور سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ سے جو وعدے قرآن مجید میں فرمائے تھے ان میں سے متعدد کی تعبیر و تکمیل اور صورت گری و تشکیل خلفاء راشدین بالخصوص اولین تین خلفاءِ کرام - ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم - کے زمانے میں ہوئی۔ ان قرآنی وعدوں اور الٰہی ضمانتوں میں خلافتِ اسلامی، حکومتِ الٰہی اور عالمی فتوحات کا قیام و حصول اہم ترین ہے۔ حضرت شاہؒ نے قرآنی آیاتِ کریمہ کے ساتھ ساتھ نبوی احادیث صحیحہ سے بھی استدلال و استشہاد کیا ہے۔ ان کا اور بیش تر علماءِ اسلام کا ایقان ہے کہ قرآن و حدیث دونوں ہی مشکوٰۃ الٰہی - وحیِ ربانی - سے نکلے ہیں۔[۳] قرآن مجید میں جس ذکر کی تنزیل اور حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے اس میں کتاب الٰہی اور اس کی شارح حدیث بھی شامل ہے۔

حضرت شاہؒ کے بارے میں ایک غلط فہمی ہوگئی ہے کہ خلافتِ راشدہ پر ان کی تحقیقات و نظریات کسی خاص نظریۂ امامت کے رد میں ابھرے تھے[۴] اور اس لیے وہ جوابی

الزامات کی نوعیت رکھتے ہیں۔۵ حواشی فتح الرحمٰن میں خلافتِ اسلامی اور حکومتِ راشدہ کے نبوتِ محمدی کے توسیع ہونے کا خیال متعدد جگہ جزم کے ساتھ آیا ہے۔ حضرت شاہؒ کی فکرِ قرآنی میں خلافتِ راشدہ کے نظریۂ توسیع کی یہ پیوستگی کسی اور شارح و مفسر کے ہاں نہیں ملتی۔ ان کی دوسری تالیفات و تصنیفات میں بھی، خواہ وہ قرآنی ہوں یا حدیثی یا کسی اور علم و فن سے وابستہ، اس کی گونج سنائی دیتی ہے۔۶

ایسا لگتا ہے کہ حضرت شاہؒ کے ذہن و قلب میں خلافتِ راشدہ سے متعلق نظریہ و فکر برابر ترقی کرتی رہی اور بعد کی دوسری تصانیف و نگارشات میں جھلکیاں مارتی رہی اور جب اواخرِ عمر میں حضرت شاہؒ نے خاص اس کی تحقیق و نظریہ سازی کی تصنیفی کاوش کی تو وہ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین اور ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مین صورت پذیر ہوگئی۔۷ اس خاص مقالے میں حضرت شاہؒ کی اس قرآنی فکر کو ان خاص تین تصانیف سے پیش کیا جارہا ہے اور ضرورت کے وقت دوسری تصانیف و نگارشات کے حوالے بھی آئیں گے تاکہ یہ فکرِ قرآنی اپنے تناظر میں تو متحقق ہو ہی، تاریخی تناظر میں بھی ہوجائے اور حضرت شاہؒ کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ اور کلام و فلسفہ کے افکار پر غیریت کا داغ دھویا جاسکے۔

قرآن مجید کا فارسی ترجمہ اور اس کے حواشی فتح الرحمٰن حضرت شاہؒ نے ذوالحجہ ۱۱۵۰/ ۳۱ر مارچ ۱۷۳۸ء کو مکمل کر لیے تھے۔ اس کی تصنیف و تالیف تدریس و تعلیم کے ساتھ ساتھ ہوتی رہی ہے اور موجودہ مصحف کی ترتیب کے عین مطابق تھی۔ اس ترتیب کے مطابق حضرت شاہؒ نے قرآن مجید کی تمام سورتوں کی تفسیر و تشریح اپنے خاص تلامذہ کے سامنے کی تھی۔۸ ان میں سے پانچ سورتوں کے بعض مقامات و حواشی میں خلافتِ نبوت اور خلافتِ اسلامی کے بارے میں اول اول کلام کیا تھا۔ ترتیب سے ان کا مختصر ذکر مع آیاتِ کریمہ اور ان کے فارسی ترجموں کے ساتھ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- سورۂ مائدہ: ۵۴ میں وعدۂ الٰہی ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا مَن یَرْتَدَّ مِنکُمْ عَن دِیْنِهِ فَسَوْفَ یَأْتِیَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ أَعِزَّةٍ

عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاهِدُونَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔اردو ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلویؒ (شاہِ خورد): (اے ایمان والو! جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے، تو اللہ آگے لاوے گا ایک لوگ، کہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں، نرم دل ہیں مسلمانوں پر، اور زبردست ہیں کافروں پر، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے، اور کشایش والا ہے، خبردار)۔اپنے حاشیہ میں شاہِ خوردؒ نے پدرِ گرامی کی بات کہی ہے مگر لفظ وعدہ نہیں لکھا۔

حضرت شاہؒ نے فتح الرحمٰن میں اس کا حاشیہ لکھا ہے: ''این وعدہ درزمانِ حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد، ومہاجران وانصار وتابعانِ ایشان با مرتدان جہاد کردند، واللہ اعلم''۔۹

۲- سورۂ حج:۴۱ میں ارشادِ الٰہی کا اطلاق خلافتِ راشدہ اربعہ پر کیا ہے: ارشادِ الٰہی ہے: ''الَّذِیْنَ إِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِی الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ''اردو ترجمہ شاہ خوردؒ ہے: ''وہ کہ اگر ہم ان کو مقدور دیں ملک میں، کھڑی کریں نماز، اور دیں زکوٰۃ، اور حکم کریں بھلے کام کا، اور منع کریں برے سے، اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا''۔شاہِ خورد نے صرف امت کے دین قائم کرنے کی تشریح کی ہے اور اپنے والدِ ماجد کے طویل تر حاشیہ کا ذکر فرمایا اور نہ اس سے استفادۂ خاص کیا ہے۔

حضرت شاہؒ کا حاشیہ ہے: ''درین آیت دلالت ست بر صحتِ خلافتِ خلفای اربعہ، زیرا کہ ایشان از مہاجران اولین بودند و متمکن شدند در زمین۔ پس لازم آید کہ اقامتِ صلوٰۃ اقامتِ صلوٰۃ وایتاءِ زکوٰۃ وامر بہ معروف ونہی از منکر از ایشان بظہور رسد۔ وتمکین فی الارض چوں بآں خصال جمع شود ہمان ست خلافتِ نبوت''۔

شاہ ولی اللہ کا قرآن مجید کی مختلف آیاتِ کریمہ میں ایک اور استدلالی طریقہ یہ ہے کہ وہ رسولِ اکرم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالتِ قرآنی بیان کرتے ہیں اور اس کی منطقی تشریح بھی کرتے ہیں جیسے سورۂ بقرہ: ۱۴۳-۱۴۲ میں کیا ہے۔اسی استدلالی طریقہ کی

ایک توسیع خاص خلافتِ راشدہ کی صحت پر دلالت کا نظریہ بھی ہے اور وہ نبوتِ محمدی کی توسیع بھی ہے۔ حضرت شاہؒ نے اپنی تحقیقِ خلافتِ اسلامی میں خلافتِ خاصہ کے جو لوازم گنائے ہیں ان کی بھی بنیاد اس حاشیۂ فتح الرحمٰن میں ملتی ہے۔ خلفاء راشدین/ اربعہ کے مہاجرین اولین کی شرط کو تمکین فی الارض کے ساتھ دوامی اور غیر منفک ارتباط دیا ہے اور اسی بنا پر وہ اسے خلافتِ خاصہ، خلافتِ نبوت قرار دیتے ہیں اور خلافتِ عامہ سے ممتاز بتاتے ہیں جو مہاجرینِ اولین کی شرط پوری نہیں کر سکتے۔ خلافتِ خاصہ/ خلافتِ نبوت کے سات لوازم پر بحث بعد میں آتی ہے۔[10]

۳- سورۂ نور: ۵۵ میں ارشادِ الٰہی ہے: ''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِيْ لَا يُشْرِكُونَ بِيْ شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ''۔ ''وعدہ دیا اللہ، جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں، اور کیے ہیں نیک کام، البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں، جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور جمادے گا ان کو دین ان کا، جو پسند کر دیا ان کو، اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن۔ میری بندگی کریں گے، شریک نہ کریں گے میرا کوئی، اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس پیچھے، سو وہی لوگ ہیں بے حکم''۔ شاہ خوردؒ نے اس ترجمہ کے بعد اپنے فائدہ میں اس وعدۂ الٰہی کا اطلاق خلفائے اربعہ پر کیا ہے: ''... یہ چاروں خلیفوں سے ہوا، پہلے خلیفوں سے ...'' حضرت شاہؒ کی فکر کا پرتو یہاں موجود ہے۔ اگرچہ حضرت شاہؒ کا اپنا حاشیہ فتح الرحمٰن مختلف بھی ہے اور مختصر بھی۔ حضرت شاہؒ نے آیتِ کریمہ میں وارد لفظ فاسقون سے قاتلینِ حضرت عثمانؓ کو مراد لیا ہے۔ ان کا حاشیہ ہے: (۲) ''یعنی چنانکہ قاتلانِ حضرت عثمان کردند۔ مترجم گوید: تفسیرِ این آیت در حدیث آمدہ: ''ان الخلافة بعدی ثلاثون سنة (ہر آئینہ خلافت پس از من سی سال است) واللہ اعلم''۔ حضرت شاہؒ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر و تشریح اپنی کتابِ تحقیق ازالۃ الخفاء میں بہت مفصل کی ہے۔ اس کی تفصیل بعد میں آتی ہے۔ سرِ

دست یہ ذہن نشین کرنے کی حقیقت ہے کہ حضرت شاہؒ نے بالواسطہ و بواسطۂ حدیثِ نبوی خلافتِ اربعہ پر اس آیتِ کریمہ سے استشہاد و اطلاق کیا ہے اور حضرت شاہِ خوردؒ نے باقاعدہ چار خلفاء کا اظہار کر کے۔ حضرت شاہؒ کا آیت کریمہ کے آخری جملے سے حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو مراد لینا بہت معنی خیز ہے۔ وہ ان کے خیال میں خلیفہ سوم کے منکر/کافر تھے اور اس لیے بھی فاسق تھے اور اسی کفر و فسق کے سبب وہ خلیفۂ راشد کے قتل کے مجرم بنے تھے۔۱۱

۴- فتح الرحمٰن کی چوتھی تشریحِ ولی اللٰہی سورۂ فتح کی آیتِ کریمہ/۱۶ کے ضمن میں ملتی ہے، جس میں ارشادِ الٰہی ہے: ''قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِن تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْراً حَسَناً وَإِن تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَاباً أَلِيماً''۔ (کہہ دے پیچھے رہ گئے گنواروں کو، آگے تم کو بلاویں گے ایک لوگوں پر، بڑے سخت لڑویے، تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے، پھر اگر حکم مانو گے، دے گا تم کو اللہ نیک اچھا، اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے پہلی بار، مار دے گا تم کو ایک دکھ کی مار: شاہِ خوردؒ) ''یعنی فارس و روم و این معنی در زمانِ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما متحقق شد، واللہ اعلم''۔ شاہِ خوردؒ کا فائدہ نسبتاً مفصل بھی ہے اور زیادہ معنی خیز بھی ہے: ''ف/ بڑے بڑے لڑویے، حق تعالیٰ فرماتا ہے، فارس کے لوگوں کو۔ ان کی سلطنت ہمیشہ زبردست رہی تھی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے وقت فارس کا ملک فتح ہوا اور کچھ مسلمان ہوئے بن لڑے۔ وہاں سے بہت غنیمتیں ہاتھ لگیں''۔ شاہِ خوردؒ نے ایک طرف حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اضافہ کیا تو دوسری طرف شاہِ بزرگؒ کے بیان کردہ فارس و روم میں سے موخر الذکر کو ساقط کر دیا۔ یہ اختلافِ شرح و بیان فطری بھی ہے اور معمول بھی۔ دوسروں کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت شاہؒ نے ازالۃ الخفاء میں مزید تحقیق کی ہے اور اپنے اس مختصر حاشیۂ فتح الرحمٰن کو ایک مقالۂ تحقیق میں ڈھال دیا ہے۔ اس کی تفصیل بعد میں آتی ہے۔ یہاں صرف یہ اظہارِ حقیقت کرنا ہے کہ حضرت شاہؒ نے رسولِ اکرم ﷺ سے قرآن مجید میں کیے گئے وعدوں

کے ایفاء کرنے کا وقت خلافتِ ثلاثہ میں/شیخین میں متعین کیا ہے اور اس طرح خلافتِ نبوت پر دلالتِ قرآنی ثابت کی ہے۔ ۱۲

۵- فتح الرحمٰن کے حاشیہ میں پانچویں آیتِ کریمہ، جس سے خلافتِ نبوت پر استشہاد کیا ہے، سورۂ قیامہ: ۱۹ ہے جس کا تاریخی تناظر اور دینی سیاق اس سے قبل کی آیاتِ کریمہ: ۱۶-۱۸ فراہم کرتی ہیں اور جن میں یہ بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو یہ ہدایتِ ربانی دی جارہی ہے کہ آپ قرآنِ کریم یاد کرنے کی خاطر جلدی جلدی زبانِ مبارک کو زحمت نہ دیں کیونکہ اس کو جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے لہٰذا جب ہم اسے پڑھا دیں تو ہمارے پڑھانے (قرآن) کی پیروی کریں۔ پھر ہمیں پر اس کا بیان ہے: ”ثم ان علینا بیانہ“ حضرت شاہؒ اس آخری آیتِ مبارکہ کی تشریح میں جو حاشیہ لکھا ہے اس کے بنیادی نکات یہ ہیں:

۱- قرآن مجید کو مصاحف کی صورت میں اور حفظ و قراءت کے طریقہ سے ہر زمانے میں نسلاً بعد نسلٍ محفوظ رکھنے کا ہمارا وعدہ ہے۔

۲- اس کی وضاحت و ایضاح سے مراد تفسیرِ معانی ہے۔

۳- حق تعالیٰ نے شیخین رضی اللہ عنہما کے مبارک ہاتھوں سے اپنے قرآن پاک کو مصاحف میں جمع کرایا اور محفوظ بنایا۔

۴- اسی طرح ہر زمانے میں قاریانِ کرام کو توفیق دی کہ وہ اس کے حافظ بنیں اور تجوید کے ساتھ اس کی تلاوت کریں۔

۵- اور ہر زمانے میں ”مفسران“ کو توفیق دی کہ اس کی تفسیر میں اپنی سی کوشش کریں۔

اس تشریح میں حضرت شاہؒ نے زمان و مکان کا ایک وسیع تر کینوس شامل کرلیا ہے مگر مصاحف میں قرآن مجید کے جمع و محفوظ کرنے اور اسی کی بنا پر تمام دوسرے علومِ قرآنی کے ارتقاء کرنے کو حضرات شیخین- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما- کا کارنامہ قرار دیا ہے۔ یہاں حضرت عثمانؓ کا ذکرِ خیر نہیں کیا لیکن حضرت شاہؒ کے دوسرے مباحثِ آیاتِ کریمہ میں وہ موجود ملتا ہے۔ ۱۳ اس پر مزید تحقیق ان کی کتاب ازالۃ الخفا میں آتی ہے جہاں اس کے

تمام نکات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔اس پر بحث آگے آتی ہے۔

ازالۃ الخفاء میں قرآنی تحقیقاتِ خلافت

اپنی ازالۃ الخفاء کی فصل سوم میں ۱۴؎ حضرت شاہؒ نے خلافت راشدہ کی صحت اور خلافتِ خاصہ کے لوازم سے بحث کی ہے۔ یہ تمام تر بحث ان آیاتِ کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں آئی ہے جو حضرت شاہؒ کے فکر و خیال میں خلافت اربعہ پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت شاہؒ نے اس تحقیق میں گیارہ آیاتِ کریمہ کے تناظر میں خلافت اربعہ کا اثبات کیا ہے یعنی فتح الرحمٰن پر سات کا اضافہ ہے۔سب سے پہلے سورۂ نور-۵۵ سے بحث کا آغاز کیا ہے اور اسے آیتِ استخلاف قرار دیا ہے جو آیت کریمہ میں وارد لفظ لیستخلفنھم سے ماخوذ و مستفاد ہے۔ استخلاف کے عام معانی بیان کرکے واضح کیا ہے کہ آیت کریمہ تمام مسلمانوں کو اس میں خلیفہ بنانے کا وعدہ کرتی ہے مگر اس سے اصل مراد کچھ لوگوں کے خلیفہ بنانے سے ہے اور اس پر کلام عرب وغیرہ سے استدلال کیا ہے۔ اس کے بعد خلیفہ کی اطاعت، خلیفہ بنانے کے طریقہ الٰہی اور بعض دوسرے امور سے بعض دوسری آیات قرآنی کے تناظر میں بحث کی ہے۔

خلفاء راشدین کو اس آیت کریمہ میں وارد لفظ "منکم" سے مراد لیا ہے۔ حضرت شاہؒ کا استدلال ہے کہ "کم" کا خطاب پوری امت محمدیہ سے بظاہر لگتا ہے مگر تحقیقی بات یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے صحابہ کرام ہی مراد و مقصود ہیں۔ حضرت شاہؒ نے اس سے بہت سے نتائج نکالے ہیں اور آیت کریمہ کے دوسرے الفاظ و تراکیب سے بھی ان پر استشہاد کیا ہے۔ وہ استنباطاتِ شاہ مختصراً درج ذیل ہیں:

۱- نزول سورۃ النور کے وقت صرف اولین صحابہ کرام مسلمان تھے اور ان میں جو خلفاء ہوئے وہ خلفاء اربعہ ہیں۔

۲- حضرت معاویہؓ اور دوسرے اموی و عباسی خلفاء اس آیت کریمہ کے وعدے سے خارج ہیں کہ وہ بعد کے مسلمان ہیں۔

۳- پسندیدۂ حق تعالیٰ کے دین کی تمکین والے جملہ سے خلافت اربعہ ہی مراد ہوسکتی ہے کہ اسی زمانے میں دین کامل تھا۔

۴- خوف کی حالت کے بعد اس کی امن وامان سے تبدیلی کا وعدہ بھی خلافتِ راشدہ سے متعلق ہوجاتا ہے کہ نہ دشمنوں کا ڈر رہے گا اور نہ باہم اختلاف ونزاع ہوگا۔

۵- ایمان وعملِ صالح والوں سے بھی خاص مراد خلفائے راشدین ہیں۔

۶- مسلمانوں سے پہلے کے خلفاء کے استخلاف میں حضرت شاہؒ نے بحث کی ہے کہ جس طرح تورات کے ایک باب میں بلادِ شام کے فتح ہونے کا وعدہ ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد وحیات میں پورا نہ ہوا بلکہ حضرت یوشعؑ کے دور میں پورا ہوا۔ اسی طرح بلادِ شام کی فتح کا وعدہ الٰہی عہد نبوی کے بعد خلافتِ راشدہ میں پورا ہوا۔ حضرت شاہؒ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمالقہ پر فتح وغلبہ اور ان کی خلافت کی تاریخ وآیت قرآنی سے بھی مختصر بحث کی ہے۔

۷- حضرت شاہؒ نے اس کے بعد خلافتِ راشدہ میں دین کے استحکام سے مختصر اور منطقی بحث کی ہے۔

۸- حضرت علیؓ خلیفہ چہارم نے اس آیتِ کریمہ کا سب سے پہلے اطلاق خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر کیا۔ خلافتِ فاروقی کے بعض واقعات وروایات کو بطور دلیل و ثبوت حضرت شاہؒ نے پیش کیا ہے۔

۹- ان تمام مباحث میں حضرت شاہؒ نے شیعہ عقائد ودلائل کی تردید بھی کی ہے جو خلافتِ ثلاثہ کا انکار کرتے ہیں۔[۱۵]

۱۰- حضرت شاہؒ نے اس آیتِ کریمہ سے جو نتائج وافکار اور نظریات مستنبط کیے ہیں ان پر تنقیدی بحث تو آخر میں آتی ہے۔ یہاں یہ کہنا ضروری لگتا ہے کہ حضرت شاہؒ کا عام نظریۂ خلافت خاصہ صحیح ہے مگر اس کے بعض پہلو خود ان کے استنباطات سے متصادم ہیں اور احادیث وتواریخ سے بھی ان کی تردید ہوتی ہے۔

۲- دوسری آیتِ کریمہ سورۂ حج: ۳۸-۴۱ ہے اور حضرت شاہؒ نے اس کو

''آیتِ تمکین'' قرار دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ''إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ. أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ. الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ'' (ترجمہ شاہ خوردؒ: ''اللہ دشمنوں کو ہٹادے گا ایمان والوں سے، اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغاباز ناشکر ف۱، حکم ہوا ان کو، جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ جن کو نکالا ان کے گھروں سے، اور کچھ دعویٰ نہیں سوا اس کے، کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو، ایک کو ایک سے، تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے عبادت خانے اور مسجدیں، جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت۔ اور اللہ مقرر مدد کرے گا اس کو، جو مدد کرے گا اس کی، بے شک اللہ زبردست ہے زور والا ف۲۔ وہ کہ اگر ان کو مقدور دیں ملک میں، کھڑی کریں نماز، اور دیں زکوٰۃ، اور حکم دیں بھلے کام کا اور منع کریں برے سے، اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا'')۔

فتح الرحمٰن میں حضرت شاہؒ نے صرف آیتِ کریمہ-۴۱ سے ہی بحث کی ہے اور اس کتابِ تحقیق میں سورۂ حج کی چار آیاتِ کریمہ کو ایک گروپ بنا کر بحث کی ہے اور اس میں صرف آخری آیت میں ''تمکین'' کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اس سے قبل کی تین آیاتِ کریمہ کو بھی آیتِ تمکین کے ساتھ جوڑ دینے سے حضرت شاہؒ کا خلافتِ راشدہ کا نظریہ زیادہ مدلل اور مستحکم ہو جاتا ہے۔ شاہ صاحب کی یہ بحث بہت مفصل ہے اور اس میں بہت سے راست نکات کے ساتھ ساتھ بعض دوسری قرآنی تحقیقات و حقائق بھی ہیں۔ خلافتِ راشدہ پر ان کی بحث کے اہم ترین نکات حسب ذیل ہیں:

۱- اس آیتِ کریمہ میں جہاد کرنے کی اجازت امتِ اسلامی کو دی گئی کیوں کہ

وہ مظلوم تھی، دوسرے اسباب بھی تھے۔

۲- جہاد کی ترتیب و تنظیم صرف خلفاءِ اسلامی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ وہ مہاجرین تھے کہ ان کو گھروں سے نکالا گیا تھا۔

۳- مسلمانوں کو اس جہاد و قتال میں الٰہی نصرت و امداد کی نہ صرف بشارت دی گئی بلکہ پکا وعدہ فرمایا گیا۔

۴- زمین میں اقتدارِ اعلیٰ اور حاکمیت یعنی تمکن فی الارض کا وعدہ بھی کیا گیا، تمکن کو اقامتِ دین سے مربوط کیا گیا۔

۵- تمکن فی الارض کا قرآنی وعدہ صرف خلفاءِ راشدین کے عہد میں پورا ہوا۔ وہ ان کی حقانیت پر بھی دلیل ہے۔

۶- آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکن کا ایک ہی مطلب ہے اور ان کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت پائی جاتی ہے۔

۷- وہ صحابہ کرام جو مہاجرینِ اولین میں سے نہ تھے اور جنھوں نے آیتِ استخلاف کے نزول کا زمانہ نہیں پایا وہ خلافتِ راشدہ (خلافتِ خاصہ) کے مستحق و مصداق نہ تھے۔ ان کی خلافت خلافتِ راشدہ نہ تھی۔

حضرت شاہؒ نے ان تمام نکات پر مفصل بحث کی ہے۔ اس کے لیے قرآن وحدیث اور تفسیر و تاریخ سے مدد لی ہے۔ مثلاً آیتِ استخلاف کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے مشہور مفسرِ قرآن حضرت قتادہؒ کا قول نقل کیا ہے اور اس کی تائید کلامِ عرب اور دوسری روایاتِ تفسیر سے کی ہے۔ حضرت شاہؒ اکثر اپنے خاص مبحث میں کسی نہ کسی کا مقدمہ کا ذکر کرتے ہیں، اس بحث میں حفاظتِ قرآن کے وعدہ کی مثال بطور مقدمہ بیان کی ہے اور اس میں آیتِ حفاظت: سورہ الحجر:۹ ''انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون'' پر بحث کی ہے۔ اس میں حضراتِ شیخین کے علاوہ مصاحفِ عثمانیہ اور اس کے رسمِ خط اور دستوری خدماتِ خلیفہ سوم کو بھی اجاگر کیا ہے۔ یہ پوری بحث متعدد آیاتِ قرآنی سے مدلل و مستند کی ہے۔

''خلافتِ راشدہ کا زمانہ نبوت کا بقیہ زمانہ تھا''۔ یہ حضرت شاہؒ کی بحث کا بہت

اہم اور جامع حصہ ہے۔ان کا نظریہ ہے کہ ''آپ ﷺ نبوت کے بعد تیئیس برس اپنی عمر شریف کے اور تیس برس زمانۂ خلافت راشدہ کے کل ترپن برس دنیا میں رہے۔فرق صرف یہ تھا کہ گویا زمانۂ نبوت میں تصریحاً زبانِ مبارک سے تمام باتیں فرماتے تھے اور زمانۂ خلافت میں ساکت بیٹھے ہوئے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے۔بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض نے سمجھنے میں غلطی کی۔''

حضرت شاہؒ نے اس کے بعد مختلف عناوین کے تحت خلافتِ راشدہ اور خلفائے اربعہ پر بحث کی ہے۔ان کی تلخیص بھی کرنی مشکل ہے۔البتہ ان کے خاص خاص عناوین اور موضوعات کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں سے بعض مکرر آئے ہیں۔حدیثِ نبوی:"علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی'' سے حقیقی اجماع کا نکتہ نکالا ہے جو احکامِ خلفاء کے نفاذ کو رد کرتا ہے۔مہاجرین اولین میں سے خلافت کا وعدۂ الٰہی تھا اور اس کو کتبِ سابقہ کی روایات سے مدلل کر کے قاضی عضدالدین پر نقد کیا ہے۔حدس جیسی منطقی اصطلاح سے رسالتِ محمدی کی حقانیت اور خلافتِ راشدہ کی صحت کا اثبات زور شور سے کیا ہے۔خلفائے راشدین کی تعیین، ترتیب اور مدتِ خلافت پر متعدد احادیث و اقوالِ صحابہ اور واقعاتِ تاریخ پر بحث کی ہے۔اس آخری بحث میں بہت سی احادیثِ نبویہ بیان کی ہیں اور ان سے ثابت کیا ہے کہ خلفائے راشدین کی یہی ترتیب صحیح ہے۔ان کی خلافت کی مجموعی مدت تیس برس بنتی ہے جیسی کہ صحیح حدیث میں تعیین وتصریح ہے اور اس کو خلافتِ نبوت کا درجہ حاصل ہے۔[16]

۳- تیسری آیت کریمہ سورۂ انبیاء:۱۰۵ ہے:''وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ'' (ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں، نصیحت کے پیچھے، کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے)۔(ترجمۂ شاہ خوردؒ)

حضرت شاہؒ نے اس کو آیتِ وراثت قرار دیا ہے۔ان کا فرمانا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دولتِ اسلامیہ کا غلبہ ہوگا۔اس تفسیر وتشریح میں حضرت شاہؒ نے زبور کا معنی بتایا ہے کہ وہ لکھی چیز ہے جو کلامِ الٰہی ہے اور اس کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق کرتا ہے۔جیسے سورۂ

فتح: ۲۹ کی آیت کریمہ میں صحابہ کرام کی مثلِ تورات اور مثلِ انجیل الفاظ کے اختلاف کے باوجود ایک ہی معنی بتاتی ہے۔ اس کی تفسیر میں علامہ سیوطیؒ کی کتابِ خصائص سے متعدد روایات نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ افضل ترین خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہیں، وہ اولین بھی ہیں اور صاحبِ فضائل و خصائل بھی۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم ہیں اور وہ اپنے پیشرو کی طرح عظیم ترین ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورینؓ ہیں جن پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہوا۔ اور چوتھے خلیفۂ راشد حضرت علیؓ ہیں جو خاتم خلفاء ہیں۔ حضرت شاہؒ نے ان روایات میں حضرت معاویہؓ کی خلافت کی بشارتِ نبوی اور صحت وغیرہ کی روایات بھی نقل کی ہیں۔ اس بحث میں حضرت شاہؒ نے کاہنوں کی کہانت سے متعلق روایات اور روشن ضمیروں کی بشارات و رویائے صادقہ سے بھی بحث کی ہے اس ضمن میں دو اہم ترین باتیں سامنے آتی ہیں: ایک یہ کہ حضرت شاہؒ کی بحث میں خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر زیادہ زور ہے دوسری یہ کہ خصائص جیسی کتابوں کی بہت سی ضعیف اور کمزور و غیر معقول روایات بھی انھوں نے قبول کر لی ہیں جیسے ابنِ عساکر سے ماخوذ روایت کہ شبِ معراج رسولِ اکرم ﷺ نے عرشِ الٰہی پر ''محمد رسول اللہ و ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق و عثمان ذوالنورین'' لکھا دیکھا یا ہندوستان میں پائے جانے والے سیاہ گلاب پر کلمۂ توحید کے علاوہ شیخین کے نام ثبت ملے۔ ۱۷

۴- سورۂ مائدہ: ۵۴ چوتھی آیتِ کریمہ ہے جو ازالۃ الخفا میں بھی زیرِ بحث آئی ہے۔ فتح الرحمٰن کے حاشیہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اسے حضرت شاہؒ نے ''آیتِ قتالِ مرتدین'' قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے دو مقصود ہیں: ایک فتنۂ ارتداد کی خبر دی گئی ہے دوسرے اس کے دفعیہ کی تدبیر بتائی گئی ہے جو قتال و جہاد ہے۔ اس کے بعد عہدِ نبوی کے اواخر میں تین مدعیانِ نبوت کے ظہور و خروج کی روایات نقل کر کے ان پر بحث کی ہے۔ مرتدین سے قتال و جہاد سے صحابہ کرام کے اختلاف، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے کی اصابت، آیتِ مذکورہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جانب اشارہ اور ان کی چھ صفات، غزواتِ بدر و حدیبیہ کے بعد قتالِ مرتدین کا مرتبہ، واقعۂ ارتداد اور اس سے متعلق وعدہ

الٰہی کا دورِ صدیقؓ میں پورا ہونا، حضرت ابوبکرؓ کی امامت کبریٰ اور مجاہدین جہاد کی محبوبیتِ الٰہی اور خلیفہ ابوبکر صدیقؓ کے مثل جوارح ہونا اور تمام صفات کا حضرت صدیق پر انطباق دوسرے موضوعات ہیں۔ ۱۸

۵- سورۂ فتح: ۱۶ کی آیتِ کریمہ کا ذکر بھی حواشی فتح الرحمٰن کے حوالے سے آچکا ہے۔ وہاں تفصیل کی گنجائش نہ تھی۔ ازالۃ الخفاء میں اس کی تفصیل وتشریح مختلف عناوین کے تحت کی گئی ہے: ۱- آیتِ کریمہ کی شانِ نزول کے تحت صلحِ حدیبیہ کے غزوہ اور غزوۂ خیبر اور اس سے حاصل کردہ غنائم کے درمیان ارتباط دیا ہے اور واقعۂ حدیبیہ اور بیعتِ رضوان پر بحثِ مفصل کی ہے۔ ۲- جہاد کی طرف بلانا خلیفہ راشد کی اعظم صفات میں سے ہے اور اس کی طرف بلانے والے صرف خلفائے ثلاثہ ہی تھے۔ ۳- آیتِ کریمہ میں چار صفات کا ذکر ہے اور وہ صرف خلفائے ثلاثہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ ان تمام مباحث سے حضرت شاہؒ نے نتیجہ نکالا ہے کہ ان تمام چیزوں خاص کر جہاد کی طرف دعوت دینا صرف خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ خلیفۂ راشد تھے اور ان کا جہاد کی طرف بلانا ''موجبِ تکلیفِ شرعی'' تھا۔ ۱۹

۶- ازالۃ الخفاء میں چھٹی آیتِ کریمہ سورۂ فتح -۲۹ ہے جس پر حواشی فتح الرحمٰن میں بحثِ خلافت نہیں ہے۔ اس میں رسولِ اکرم ﷺ کی رسالتِ الٰہی کے اثبات کے بعد صحابہ کرام کی دو مثالوں کا ذکر ہے جو تورات وانجیل میں بیان ہوگئی ہیں۔ حضرت شاہؒ نے اس آیتِ کریمہ کے ذریعہ خلافتِ نبوت کے اثبات اور خلافتِ راشدہ کی صحت پر جو بحث کی ہے اس کے بنیادی نکات ومباحث یہ ہیں:

۱- یہ آیتِ کریمہ خاص اہلِ حدیبیہ کی فضیلت میں نازل ہوئی جیسا کہ آیتِ کریمہ کے دروبست اور حدیثِ مستفیض سے معلوم ہوتا ہے۔

۲- آیتِ کریمہ کے الفاظ وتراکیب اور معانی کی تشریح وتفسیر پر بہت عمدہ بحث ہے۔

۳- اس میں اسلام کی چار تدریجی حالتوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے دو آخری

حالتیں حضرات شیخینؓ کے دور میں تھیں جب دنیا کی دو بڑی سلطنتیں (ایران وروم) زیرِ نگیں ہوگئیں۔ اور بعد میں دوسری سلطنتیں اور قوتیں خلیفۂ سوم کے زمانے میں فتح ہوئیں لہٰذا اس میں تینوں خلفاءِ کرام کی خلافتِ راشدہ کا واضح ذکر وحال موجود ہے۔[۲۰]

۷- ساتویں آیت ازالۃ الخفاء میں سورۂ توبہ:۳۲ ہے: ''یُرِیْدُونَ أَن یُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ'' حضرت شاہؒ نے اس کے بعد والی آیتِ کریمہ بھی شامل کرلی ہے۔ ان دونوں کا ماحصل یہ ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے تمام عزائم دھرے رہ جائیں گے اور اسلام بہر حال غالب ہوگا۔ غلبۂ اسلام کے بارے میں مختلف اقوال بیان کر کے حضرت شاہؒ کا قولِ فیصل ہے کہ مختلف و متصادم اقوال میں صحیح و مقصود و مقبول قول حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی شارح حدیث کو اپنا رہنما بنالیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے غلبۂ اسلام کے بارے میں جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں وہ بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بنانے کا ذکر حضرت موسیٰؑ کی خلافتِ یوشعؑ کے تناظر میں کیا ہے اور دینِ اسلام کے غلبہ کا قاعدۂ الٰہی بیان کیا ہے۔ اسی کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ کا کسی کو خلیفہ بنانا ضروری تھا ان کے سلسلۂ خلافت کا ذکر بھی لازمی تھا لہٰذا خلفائے راشدین کی خلافت اس آیتِ کریمہ کی تفسیر سے ثابت ہوتی ہے[۲۱]۔ سورہ توبہ:۳۲ کے ساتھ سورہ صف-۸ بھی زیر بحث آئی ہے۔

۸- ازالۃ الخفاء میں خلافتِ راشدہ کی حقانیت پر سورۂ آل عمران-۱۱۰ ہے جس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ یہ امتِ محمدیہ امتِ خیر ہے جو لوگوں کے لیے برپا کی گئی ہے اور جو ایمان سے سرفراز ہے اور اقامتِ دین کرتی ہے۔ حضرت شاہؒ نے سب سے پہلے خیرِ امت کی تشریح وتوضیح کی ہے۔ اس میں روحانی اور وجدانی اثرات بھی کارفرما ہیں اور شرعی و دینی استدلال بھی ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے قلبِ مبارک سے جو شعاع نور نکلی اس نے تمام اہل لوگوں کو اس سے منور کر کے خیرِ امت کا خطاب واطلاق روایات واحادیث کے مطابق صرف اولین صحابہ کرام کے لیے ہے، پچھلے کے لیے نہیں ہے۔ اور اس سے خلفائے

راشدین مراد ہیں کہ وہی مصداقِ اصلی ہیں کیونکہ انھیں کے زمانے میں ان تمام کارہائے اقامت کا صدور ہوا۔[۲۲]

۹- خلافتِ راشدہ پر دلالت کرنے والی نویں آیتِ کریمہ سورۂ حدید: ۱۰ ہے: اس میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کی ہے کہ فتح سے پہلے جہاد و انفاق کرنے والے صحابہ بعد کے صحابہ سے افضل ہیں، اگرچہ دونوں سے اللہ تعالیٰ نے نیکی کا وعدہ فرمایا ہے۔ لہٰذا حضرت شاہؒ کا مقدمۂ اول یہ ہے کہ تمام صحابہ ہم رتبہ نہیں ہیں۔ یہ حضرت شاہؒ کے علاوہ امت کا اجماعی عقیدہ بھی ہے۔ فتح سے مرادِ فتحِ مکہ ہے یا صلحِ حدیبیہ جسے قرآن کی سورۂ فتح میں فتحِ مبین کہا گیا ہے، حضرت شاہؒ نے دونوں میں کوئی فرق نہیں سمجھا۔ اوائلِ اسلام میں سب سے عظیم انفاق و جہاد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا تھا لہٰذا حضرت شاہؒ اس کی تنزیل ان کے حق میں بتاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انفاق و جہاد پر بہت مفصل بحث کی ہے اور ان کے سبب ان کو افضل ترین صحابہ قرار دیا ہے اور ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ افضل ترین تھے لہٰذا خلافتِ شیخین خلافتِ خاصہ کے تمام لوازم رکھتی تھی لہٰذا ان کی خلافتِ خاصہ راشدہ تھی کیونکہ ان کو فضیلتِ کلی حاصل تھی جو فضیلتِ جزئی پر حاوی ہو جاتی ہے اور فضیلتِ کلی ریاست و خلافت کے لوازم میں سے ہے۔ حضرت شاہؒ نے اس آیتِ کریمہ کے ذیل میں خلفائے سوم و چہارم کا ذکر نہیں کیا۔[۲۳]

۱۰- ازالۃ الخفاء میں دسویں آیتِ کریمہ سورۂ حجر: ۹ ہے جو قرآن (ذکر) کی تنزیلِ الٰہی اور اس کی حفاظت سے متعلق ہے۔

۱۱- اسی کے ساتھ گیارہویں آیت سورۂ قیامہ کی آیاتِ کریمہ ہیں جن کا ذکر حواشی فتح الرحمٰن کے حوالے سے آچکا۔ ان دونوں سورتوں کی آیاتِ کریمہ کا تعلق قرآن مجید کی الٰہی تنزیل اور ان کی الٰہی حفاظت کے انتظام سے ہے جو تکوینی بھی ہے اور تشریعی بھی، ملکوتی بھی ہے اور ناسوتی بھی۔ حضرت شاہؒ نے ان دونوں میں سے ظاہری معانی پر بحث کی ہے۔ ان کا بیان پہلے بھی گذر چکا ہے کہ قرآن مجید کو جمع کرنے، بیان کرنے، پڑھا دینے، اس کے معانی بتا دینے اور ان سب کو محفوظ بنا دینے کا کام اللہ تعالیٰ نے مختلف

طریقوں سے کیا۔

۱- حفظ وکتابت کے ذریعہ متنِ قرآن مجید محفوظ کیا گیا۔ قراء وحفاظ نے اس کی تلاوت وتجوید کرکے اسے اور مستحکم ومحفوظ بنایا۔ مصاحف میں اسے جمع کرکے تمام ممالک میں پھیلا دیا گیا۔ رسمِ عثمانی نے اس کی کتابت کو محکم کردیا۔ اور اس طرح جمع وحفاظتِ قرآن مجید کا بنیادی کام خلافتِ شیخین میں ہوا جو جارحۂ الٰہی تھے اور جارحۂ الٰہی ہونا خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہے۔[۲۴]

حضرت شاہؒ نے اس مجموعۂ آیاتِ کریمہ کے ضمن میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کا ذکر کیا ہے اور نہ ان کی مساعی کا، اگرچہ دوسری جگہ بلکہ کئی مقامات پر وہ خلفائے ثلاثہ کی خدماتِ جمعِ قرآن پر بحث کرچکے ہیں اور غالباً اسی کو کافی سمجھتے تھے۔ ویسے یہ بات بھی ہے کہ حضرت شاہؒ خلافتِ شیخین پر جس قدر زوروشور اور شرح وبسط کے ساتھ کلام کرتے تھے، اس طرح خلافتِ عثمانؓ پر نہیں کرتے اور خلیفہ چہارم حضرت علیؓ پر ان کا بیان اور بھی تشنہ ہوجاتا ہے۔ اس پر نقد آخری تجزیہ میں آتا ہے۔ بہر حال مجموعی طور سے حضرت شاہؒ نے خلافتِ راشدہ کو متعدد آیاتِ کریمہ کے تناظر میں خلافتِ خاصہ اور خلافتِ نبوت ثابت کیا ہے۔ تتمۂ فصل میں حضرت شاہؒ نے ایک نیا نظریہ یہ پیش کیا ہے کہ جس طرح نبوت اکتسابی نہیں بلکہ عطیۂ الٰہی ہے اسی طرح خلافتِ خاصہ بھی کسبی نہیں ہے، نبی کے نور سے خلیفہ منور ہوتا ہے اور وہ خلافتِ خاصہ کے لوازم سے متصف ہوتا ہے۔[۲۵]

تنقیدی تجزیہ

دوسرے علماءِ اسلام اور مفکرینِ ملت خلافتِ خاصہ اور خلافتِ عامہ کی اصطلاحات استعمال کریں یا نہ کریں سب ہی حضرت شاہؒ کی اس تقسیم سے معناً متفق ہیں۔ امتِ اسلامی کا اجماع رہا ہے کہ خلافتِ راشدہ اربعہ خلافتِ نبوت تھی اور وہ بعد کی خلافتِ اسلامی سے مختلف وممتاز تھی کیونکہ کتاب وسنت اس کو درجۂ خاص دیتے ہیں۔ حضرت شاہؒ کے علم وآگہی میں غالباً یہ فکر وخیال اپنے اکابر کی علمی وراثت سے پیوست ہوا اور اسے

انھوں نے مطالعہ سے پروان چڑھایا۔ اور قرآنی آیاتِ کریمہ اور احادیث نبویہ دونوں سے اسے مستند و مدلل بنایا۔ ان کا خاص کارنامہ متنِ قرآن کریم سے خلافتِ نبوت کا اثبات ہے۔

حضرت شاہؒ کا نظریۂ خلافتِ نبوت اور متنِ قرآن کریم سے اس پر استدلال و استشہاد شروع سے جاری ساری رہا۔ قرآن مجید کی تدریس و تعلیم اور تفسیر و تشریح اور اس کے ترجمہ و حواشی -فتح الرحمٰن- کی تصنیف و تالیف اوائلِ فکر سے جاری تھی۔ تیس پینتیس برس کی عمر کے عرصہ میں حضرت شاہؒ نے قرآن مجید کی کم از کم پانچ سورتوں کی آیات کی تفسیر میں اس کا ذکر کیا۔ اسی عرصہ کی ان کی شاہ کار تالیف حجۃ اللہ البالغہ میں بھی خلافۃ کی فصل میں سورۂ نور- ۵۵ سے اس پر استدلال ملتا ہے- ان کے فکری و تالیفی ادوار میں سے ہر دور میں مختلف کتابوں اور رسالوں پر بحث یا اشارے ملتے ہیں اور آخری دور کی تالیف میں جامع تحقیق ملتی ہے۔ لہٰذا بلا خوفِ تردید و تشنیع یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہؒ کا خلافتِ نبوت و خاصہ کا نظریہ ساری عمر کی کمائی تھی۔ ازالۃ الخفاء اور بعض دوسری کتب میں مخالفین کے استدلالات و افکار کی تردید بھی ان میں ملتی ہے اور ان میں اہل سنت بھی شامل ہیں۔ خاص شیعی افکار و عقائد کی تردید و ابطال بھی ان کی مستقل و مسلسل فکر و عقیدہ کا خاصہ تھا جو اول تا آخر بوجوہ جاری رہا۔ ۲۶

متنِ قرآن -مختلف سورتوں کی آیاتِ کریمہ- خلافتِ نبوت اور خلافتِ خاصہ پر ان کا استدلال قیاسی نہیں ہے وہ وجدانی اور ذوقی بھی نہیں ہے۔ وہ ٹھوس علمی دلائل اور محکم قرآنی فکر پر مبنی ہے کہ خاص متنِ قرآنی سے وہ مستند کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

- سورۂ مائدہ: ۵۴ میں مرتدین سے اسلامی جہاد کی خلافتِ صدیقی میں تعیین خالص متن پر مبنی ہے کہ اس میں مرتدین سے اللہ تعالیٰ کے محبوب و برگزیدہ بندوں کے جہاد کرنے کا ذکر ہے اور ان کی صفاتِ ایمانی و ثباتِ قدمی کا بھی اظہار ہے۔ تاریخِ اسلامی کے واقعات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت صدیقؓ کی خلافت میں ان ہی کے اقدام سے یہ جہاد ہوا تھا۔

- سورۂ حج کی آیاتِ کریمہ: ۳۸-۴۱ میں بھی متنِ قرآن مجید مہاجرین کرام کی

ایمان و یقین کی بدولت ثبات قدمی، دشمنوں کے ظلم و عدوان، اپنے گھروں سے ان کی جلاوطنی واخراج اور دفاعِ الٰہی کے قاعدہ کا ذکر کر کے ان کی صفاتِ اسلامی کا اظہار کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ ان کو تمکن عطا کیا جائے گا تو شریعتِ اسلامی کا نفاذ کریں گے اور عدل و انصاف بھی کریں گے۔ ان تمام صفات کا بہر حال اطلاق خلفاءِ راشدین ہی پر ہوتا ہے۔ دوسرے خلفاء کو تمکن حاصل تھا اور شریعت و عدل کے نفاذ کا شرف بھی مگر وہ مہاجرین اولین میں سے نہ تھے۔

- سورۂ نور: ۵۵ میں جس استخلاف اور تمکن کا وعدہ الٰہی ہے اس کا اظہار وایفاء خلافتِ راشدہ میں ہوا۔ حضرت شاہؒ کا یہ خیال کہ "منکم" سے مراد صرف وہ صحابہ کرام ہیں جو سورۂ کریمہ کے نزول کے وقت صاحبِ ایمان تھے قابلِ بحث ہے۔ اس متن سے خلافتِ ثلاثہ کی صحت و تائید کا خیال زیادہ صحیح ہے اور دوسرے خلفاء متمکن کا بھی۔ لیکن جس دور آخر میں تمکن فی الارض کی یہ صورت نہ تھی اس پر اطلاق مشکل ہے۔ اس پر بحث حصہ نقد میں آتی ہے۔

- دوسری آیاتِ کریمہ کے متون بھی حضرت شاہؒ کے نظریہ اور استدلال کی توثیق کرتے ہیں۔

حدیثِ شریف سے متنِ قرآن پر استشہاد

قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کے ارتباط و تفاعل پر حضرت شاہؒ اس اجماعی فکر کے قائل ہیں کہ حدیث قرآن کی شارح ہے اور وہ اسے بھی اصولی اور عملی طور سے تسلیم کرتے ہیں کہ دونوں -قرآن و حدیث- ایک ہی مشکوٰۃِ الٰہی سے وجود میں آئے ہیں اور تمام احادیثِ صحیحہ اور سننِ متواترہ متنِ قرآن کریم کی تشریح و تعبیر اور شریعت و تہذیبِ اسلامی کے توام مآخذ ہیں۔ حضرت شاہؒ نے ان ہی افکارِ ثابتہ کی بنا پر ان تمام آیاتِ کریمہ کے متون کی معنوی اور لفظی توثیق و تائید احادیث میں بھی کی ہے ازالۃ الخفاء میں تو خلافتِ نبوت و خلافت خاصہ پر حدیث و سنت کا ایک قاموس اور دائرہ معارف جمع کر دیا ہے۔[۲۷]

- سورۂ نور: ۵۵ میں خلافتِ نبوت کی مدت تیس سال صرف حدیث "ان الخلافة بعدی ثلاثون سنة" کی بنیاد پر متعین کی ہے۔ ازالۃ الخفاء میں لفظ فاسقون سے قاتلانِ عثمانؓ کو مراد لینا اور پوری آیتِ کریمہ سے خلافتِ ثلاثہ پر حضرت علیؓ کا استشہاد کرنا صرف احادیث کی بنا پر مدلل ہوتا ہے۔ اس میں مفسرینِ صحابہ کا ذکر بھی اسی ضمن میں ہوا ہے۔

- فتح الرحمٰن میں سورۂ قیامہ:۱۹ کے متنِ قرآنی سے خلافتِ راشدہ بالخصوص خلافتِ شیخین پر جو استشہاد کیا ہے وہ متعدد احادیث اور تاریخی روایات کی بنا پر کیا گیا ہے۔

- ازالۃ الخفاء میں احادیث و روایات سے استشہادِ شاہ کا دائرہ وسیع تر ہو جاتا ہے کہ فتح الرحمٰن میں اس کی گنجائش نہ تھی۔ سورۂ حج کے مجموعہ آیات: ۳۸-۴۱ میں استخلاف اور تمکین کے معانی کی تشریح کے علاوہ دوسرے مباحث میں متعدد احادیث و اقوال ہیں۔ حفاظتِ قرآن کی آیات کریمہ میں تو سارا دارو مدار تشریح صرف احادیث نبویہ پر ہے اور ضمناً تاریخی روایات پر۔ خلفاءِ راشدین کی ترتیب و تعیین پر بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، استیعاب اور ابن سعد سے احادیث لی ہیں۔ اسی طرح خلافتِ راشدہ کی مجموعی مدت پر بہت سی معتبر کتب کی احادیث نقل کی ہیں اور حضرت شاہؒ نے دوسری آیات کے متون کی تعبیر و تشریح میں حدیث و سنت سے کافی مدد لی ہے، جس طرح تاریخی روایات و سیرتی اخبار سے لی ہے۔

استدراک و نقد شاہؒ

تمام انسانی کاوشوں کی مانند حضرت شاہؒ کی خلافتِ نبوت پر آیاتِ کریمہ سے استدلال قابلِ نقد ہے۔ اس پر نقد و استدراک کم کیا گیا ہے اور اسے سوءِ ادب سمجھا جاتا ہے، مخالفین نے البتہ نقد سے زیادہ مخالفت کی ہے۔ متونِ قرآنی کی لفظی و معنوی تشریح میں جب حدیث و سنت اور تاریخ و ثبوت کا فقدان ہو اور صرف ذوق کی کارفرمائی ہو یا وجدان و مطالعہ کا معاملہ ہو تو تسامحات در آتے ہیں بالخصوص جب فکر و خیال خاص کا غلبہ ہو

اور تمام اطرافِ حقیقت کا لحاظ نہ رہے۔ حضرت شاہؒ نے بھی بسا اوقات ایسی تعبیرات و تشریحاتِ آیات کی ہیں جن کا کامل اطلاق مجموعی مدتِ خلافت پر نہیں ہوتا۔

- حضرت شاہؒ پر شیخینؓ کی عبقری شخصیات اور مثالی خلافتِ نبوت کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ خلافتِ طرفین کے ادوار کا لحاظ نہیں کرتے یا ان پر متعدد آیات کا اطلاق نہیں کرتے یا مجموعی مدتِ خلافت راشدہ پر اطلاق کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہوتا۔

- حضرت عثمانؓ کی شخصیت و خلافت دونوں کو وہ خلافتِ راشدہ میں صحابہ کرام کی طرح شامل اور مجتمعہ سمجھے تھے، قرآنی آیاتِ کریمہ کی تفسیر و تشریح اور خلافتِ راشدہ پر ان سے استشہاد کے نظریہ میں وہ خلافتِ ثلاثہ کے قائل تھے اگرچہ وہ حضرت علیؓ کی شخصیت کو خلافتِ خاصہ/ خلافتِ نبوت کے ساتوں لوازم کا جامع اور ان سے متصف سمجھتے تھے تاہم ان کی خلافتِ نبوت کو غیر مجتمعہ بھی گردانتے تھے کہ ان کی خلافت پر صحابہ کرام اور امت کے ایک بڑے طبقہ کا اجماع نہ تھا۔

- خلافتِ عثمانؓ کے دوران استخلاف اور تمکن دونوں کا وہی عالم تھا جو خلافتِ شیخینؓ میں تھا اور فتوحات بھی کم نہ تھیں۔ حضرت شاہؒ نے ایران و روم کی فتوحات کا کامل سہرا خلافت شیخین کے سر باندھ دیا ہے حالانکہ فتوحاتِ عثمانی نے ہی ایرانی شہنشاہیت و سلطنت کا خاتمہ کر کے خراسان جیسے بڑے علاقے کو فتح کیا تھا اور وسطی ایشیاء میں فتوحات کی داغ بیل ڈالی تھی۔ مشرقی محاذ پر فتوحاتِ عثمانی نے اسلامی خلافت کی حدود برِ صغیر کے علاقوں تک وسیع کر دی تھیں، افریقی فتوحات خاص کر بحر روم کی فتوحات قبرص وغیرہ اور اندلس پر اولین اسلامی فتح ان ہی کے دور میں ہوئی تھی۔ حضرت شاہؒ نے ان کا ذکر نہیں کیا تو نہ کیا لیکن بحرِ روم پر اسلامی پرچم کے لہرانے اور فتح حاصل کرنے کی حدیث نبوی کا تذکرہ بھی بھول گئے۔ یہ وہ خبر و پیش گوئی رسول ﷺ تھی جس کے سبب بہت سے صحابہ کرام اس میں شامل ہوئے تھے۔ عثمانی دور میں معمولی فتوحات کا ذکر کر کے حضرت شاہؒ نے انصاف نہیں کیا ہے۔

- اگرچہ حضرت شاہؒ نے قرآن مجید کے مصاحف میں جمع و محفوظ کرنے کے

سلسلہ میں حضراتِ خلفاء ثلاثہ کا عام ذکر کیا ہے مگر بعض آیاتِ کریمہ میں وہ نہ جانے کیوں صرف حضرات شیخین کے عہدِ خلافت تک محدود ہو گئے۔ ان میں حضرت عثمانؓ کا بھی کارنامہ تھا۔ مصاحف، قراء، علمائے تجوید، مدرسین، مفسرین وغیرہ کی خدماتِ حفاظتِ قرآن کریم تو اسے اموی دور تک وسیع کرتی ہے۔

- خلیفۂ چہارم حضرت علیؓ کی شخصیت اور دورِ میمون کا معاملہ حضرت شاہؒ کے لیے بھی خاصا سوہانِ روح ہے۔ کتاب وسنت اور حدیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ خلیفہ چہارم کو تمام صفاتِ خلافت کے باوصف تمکن فی الارض حاصل نہ تھا ان کا اقتدارِ اعلیٰ محدود سے محدود تر ہوتا گیا اور ان کے احکام و اوامر کا نفاذ خود ان کے اپنے علاقے میں بھی نہیں ہوسکا۔ سیاسی اور انتظامی معاملات کے علاوہ متعدد دینی امور میں بھی ان کے احکام سے اختلاف کیا گیا اور اس وجہ سے وہ نافذ نہیں ہوئے۔ ازالۃ الخفاء کے مترجم و محقق مولانا عبدالشکور فاروقی نے اپنے بعض حواشی میں ان کا حوالہ بھی دیا ہے اور وہ تاریخی واقعات بھی ہیں۔

- اموی خلافت بالخصوص خلافتِ معاویہؓ کے بارے میں حضرت شاہؒ کا نقطۂ نظر منصفانہ نہیں ہے۔ آیاتِ کریمہ کی تعبیر کے ضمن میں وہ حضرت معاویہ اور ان کے جانشینوں کی خلافت کو خلافتِ نبوت سے ہی نہیں خلافتِ اسلامی سے بھی خارج کرتے ہیں۔ بلاشبہ حضرات شاہؒ ان کو خلافتِ نبوت میں شامل نہ کرنے میں حق پر ہیں کہ دوسرے تمام مفکرین و علماء بھی اسے فروتر مانتے ہیں۔ لیکن وہ بقول امام ابن خلدون اقتدار کی خلافت تھی اور اسلامی اقتدار پر ہی ان کا اختلاف تھا، نہ کہ کسی بدباطنی پر تھا۔ ۲۸

خاص آیاتِ قرآنی کے متن کی تشریح و تعبیر بھی شاہ ولی اللہؒ نے خاصی انفرادیت سے کام لیا ہے۔ ان میں سے بعض سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اور نقد بھی کہ امت اسلامی کے متعدد اکابر کی تعبیرات مختلف ہیں یا خود متون ان کی خاص تعبیرات کا ساتھ نہیں دیتے۔ مثلاً:

- سورۂ نور: ۵۵ میں "منکم" سے صرف سورہ کے نزول کے وقت کے مسلمانوں میں بھی مہاجرین اولین کو مراد لینا بالکل قابل فہم نہیں ہے۔ اس طرح تو ایسی

تمام سورتوں میں خطاب کا مرجع صرف اس کے نزول کا مسلمانوں کی طرف ہو جائے گا۔ دوسرے بعد کے مسلمان حکمراں اس تمکن فی الارض کے دائرے سے خارج ہو جائیں گے خواہ شریعت کا نفاذ کریں۔

- سورہ آل عمران: ۱۱۰ میں وارد "خیر امۃ" سے صرف صحابہ کرام کی جماعت اور ان میں بھی مہاجرین اولین اور ان میں خلفاءِ راشدین بلا شبہ اس کے مصداق اصلی درجہ بدرجہ تھے۔ مگر اس سے بعد کی امت اسلامی کو کیونکر خارج کیا جاسکتا ہے۔ بیشتر مفسرین نے اس سے امتِ محمدیہ کو عام طور سے مراد لیا ہے جس کے اعلیٰ طبقات صحابہ اور خلفاء خاص مراد تھے۔

تمام نقد و استدراک اور بحث و اختلاف کے باوجود یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے اور واقعتاً کی بھی گئی ہے، کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے جس طرح خلافتِ نبوت اور خلافتِ خاصہ کو بالخصوص اور خلافتِ اسلامی کو بالعموم قرآنی آیاتِ کریمہ سے مستند و مدلل کیا ہے وہ کسی اور مفکر اسلامی اور عالمِ دین سے نہیں بن آیا۔ وہ ان کا خاص عطیہ ہے۔ اسی کے ساتھ قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ کی تشریح و تعبیر اور تائید و توثیق میں انھوں نے احادیثِ نبویہ کا جو قاموس جمع کر دیا ہے وہ بھی بے نظیر و بے مثالی ہے۔ خلافتِ نبوت اور خلافتِ راشدہ کے یہی دونوں بنیادی مآخذ ہیں۔[۲۹]

حواشی ومراجع

۱ مثلاً فلسفہ تاریخ اور علمِ اجتماعِ بشری کے امام ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن محمد حضرمی، ۷۳۲/ ۱۳۳۲ - ۸۰۸/ ۱۴۰۶) نے اپنے مشہور مقدمہ میں خلافت و ملک کے مباحث میں آیاتِ کریمہ اور احادیث نبویہ کا ذکر نہیں کیا ہے: مقدمہ ابن خلدون، مطبعہ مصطفیٰ محمد، قاہرہ، غیر مورخہ، پچیسویں فصل و مابعد، ۱۹۰-۲۰۹؛ مزید بحث کے لیے خاکسار راقم کا کتابچہ، شاہ ولی اللہ محمد دہلوی کا فلسفہ تاریخ، انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی، ۲۰۰۵ء، (مختلف مباحث)

۲ حضرت شاہؒ کی اس فکر پر بحث اور اس کے حوالے آگے آتے ہیں۔ کتابچہ خاکسار مذکورہ بالا مثلاً ملاحظہ ہو۔

۳ محمد یٰسین مظہر صدیقی، وحی حدیث، اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی ۲۰۰۴ء، خاص کر مقدمہ اور باب اول؛ شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، اردو ترجمہ، حافظی بک ڈپو دیوبند، غیر مورخہ، ۱/۹۹ بحث بر سورۂ توبہ حضرت شاہؒ نے اسی کے ساتھ اس کی ہم معنی سورہ صف: ۸ کی آیت کریمہ سے بھی استشہاد کیا ہے اور اس طرح دو آیات کو لایا ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ، المکتبۃ السلفیہ لاہور (غیر مورخہ) جو طباعت مکتبہ رشیدیہ دہلی ۱۹۵۳ء پر مبنی ہے، ۲/۱۴۹-۱۵۱: حضرت شاہؒ نے اس بحث میں خلافۃ النبوۃ کی اصطلاح استعمال کر کے اس کے چند لوازم کا ذکر کیا ہے اور سورہ نور: ۵۵ سے اس پر استشہاد کیا ہے اور خلافت اربعہ کو خلافۃ النبوۃ قرار دیا ہے اور بعد کی خلافت کو دوسری قسم کی خلافت بتایا ہے۔ اس میں احادیث و روایات اور خلافت نبوت کے ارتقاء کی تاریخ بھی مختصراً آ گئی ہے۔

۴ تفضیل شیخین پر شاہ ولی اللہ کی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین اور خلافت اسلامی-خلافت نبوت- کی قاموس کتاب و سنت 'ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء' کو بالعموم رد شیعت کی کتاب کہا جاتا ہے جو عصری ضرورت پر مبنی تھی۔ بلاشبہ حضرت شاہؒ نے شیعہ عقائد و افکار امامت کی تردید کی ہے مگر وہ دونوں کتابیں مثبت تحقیق اور مستند سوچ پر مبنی ہیں۔ ان کے متعدد مباحث و افکار نکات و لطائف کی صورت میں ان کی قدیم ترین کتابوں میں موجود ہیں جن میں کتب تصوف بھی شامل ہیں۔ ملاحظہ ہو: محمد یٰسین مظہر صدیقی، شاہ ولی اللہ کی تصانیف کا تنقیدی مطالعہ، ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ؛ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی -شخصیت وحکمت کا ایک تعارف، ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۲۰۰۱ء، ۳۸ و ماقبل۔

۵ مذکورہ بالا کتابچہ شخصیت وحکمت کا ایک تعارف، ۲۴ و مابعد؛ شاہ ولی اللہ کی تصانیف کا تنقیدی مطالعہ، باب قرآنیات وحدیثیات و تاریخ۔

۶ افضلیتِ شیخین، خلافتِ نبوت، خلافتِ خاصہ وغیرہ دوسری کتب میں بھی مباحث ہیں مثلاً: شاہ ولی اللہ، التفہیمات الالٰہیہ، مرتبہ غلام مصطفیٰ قاسمی، اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی، اسلام آباد (اکادمی آف لیٹرس) ۱۹۹۷ء، ۱/ ۳۱۷-۳۱۹ وماقبل و بعد۔ اس میں افضلیت شیخین کے حوالہ سے خلافت نبوت پر بحث ہے اور دوسری تفہیمات بھی اسی موضوع پر ہیں۔ نیز شاہ ولی اللہ دہلوی کے نادر مکتوبات، اردو ترجمہ نسیم احمد فریدی، (حضرت شاہ ولی اللہ اکیڈمی، پھلت، ۱۹۹۸ء)، کے مباحث خلافت پر خاکسار کی کتاب، شاہ ولی اللہ کی صوفیانہ شرح حدیث، پھلت ۲۰۰۸ء کا باب خلافت: ۱۷۱-۱۹۸۔ اس میں متعدد دوسری کتب شاہ جیسے تفہیمات الٰہیہ، قرۃ العینین، ازالۃ الخفاء اور حجۃ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

۷ بحث کے لیے کتاب خاکسار "شاہ ولی اللہ کی تصانیف - ایک تنقیدی تجزیہ" کا متعلقہ باب۔

۸ شاہ ولی اللہ کی تصانیف - ایک تنقیدی تجزیہ، (متعلقہ بحث)

۹ فتح الرحمٰن/ قرآن کریم و ترجمہ معانی بزبان فارسی، چاپخانہ قرآن کریم، مجمع ملک فہد، ص ۱۶۹، حاشیہ: ۱؛ شاہ عبدالقادر دہلوی، موضح القرآن، تاج کمپنی لاہور و کراچی غیر مورخہ، آیت متعلقہ (آئندہ فتح الرحمٰن اور موضح القرآن بالترتیب)

۱۰ فتح الرحمٰن، ۳۰ حاشیہ: ۱؛ موضح القرآن، آیت متعلقہ، نیز آیت سورۂ حج: ۴۱

۱۱ فتح الرحمٰن، ۵۲۱ حاشیہ: ۲؛ موضح القرآن، آیت سورہ نور: ۵۵

۱۲ فتح الرحمٰن، ۷۵۰، حاشیہ: ۲؛ موضح القرآن، آیت متعلقہ

۱۳ فتح الرحمٰن، ۸۶۱-۸۶۲؛ موضح القرآن، آیت متعلقہ

۱۴ ازالۃ الخفاء اردو ترجمہ مذکورہ بالا، ۱/ ۳۲ ومابعد لوازم خلافت خاصہ کے لیے اور ۱/ ۵۱-۱۳۱، آیات پر بحث کے لیے: ۱-خلیفہ مہاجرین اولین میں سے ہو، ۲-وہ جنت کی بشارت پاچکا ہو، ۳-جس کی خلافت پر نص نبوی ہو، ۴-وہ ولی عہد نبوی جیسا ہو، ۵-رسول اکرم ﷺ سے کیے گئے وعدے اس کے ہاتھ پر پورے ہوں، ۶-اس کا قول دین میں حجت ہو، ۷-تمام امت سے اپنے عہد میں افضل ہو۔

۱۵ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۵۲-۵۶

۱۶ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۵۶-۵۷

۱۷ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۷۵-۸۳

۱۸ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۸۳-۸۸

۱۹ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۸۸-۹۴

۲۰ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۹۴-۹۷

۲۱ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۹۷-۱۰۴

۲۲ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۱۱۴-۱۱۶

۲۳ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۱۱۶-۱۲۰

۲۴ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۱۲۰-۱۲۲ اور تتمہ فصل ۱/ ۱۲۲-۱۳۰

۲۵ ازالۃ الخفاء، ۱/ ۱۲۲-۱۳۱ کی بحث بہت قیمتی ہے جو خلافتِ نبوت کا رشتہ ذات و رسالت محمدی سے جوڑتی ہے۔

۲۶ حضرت شاہؒ کی علمی و فکری اور تصنیفی ارتقاء و تسلسل کے لیے کتاب خاکسار ''شاہ ولی اللہ کی تصانیف کا تنقیدی مطالعہ'' ملاحظہ ہو۔

۲۷ ازالۃ الخفاء کی فصل چہارم ۱/ ۱۳۲ و مابعد۔ ۱/ ۲۴۴ تک مسانید صحابہ کرام کا بیان خلافت ہے۔ اس کے اقوال سادات اشراف ہیں اور ان کے متعدد ضمیمے۔ دوسری فصول میں مختلف موضوعات پر بہت سی آیات کریمہ اور ان کی شارح احادیث سے بھی بحث کی ہے اور ان میں بھی خلافت نبوت/ راشدہ پر مباحث شاہؒ موجود ہیں۔

۲۸ تاریخی مباحث شاہؒ پر نقد و استدراک اور تجزیہ کے لیے خاکسار کا کتابچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فلسفۂ تاریخ اور صوفیانہ شرح حدیث کا مذکورہ بالا باب ملاحظہ ہو۔

۲۹ مذکورہ کتب خاکسار میں حضرت شاہؒ کے مباحثِ خلافت نبوت کی قدر و قیمت بھی اجاگر کی گئی ہے۔